

بسم اللہ الرحمن الرحیم فاتحہ

الحمد لله الذي انزل علينا كتاباً فيه هدى وشفاء للناس، ويسر لنا لنذكر به
وارسل الينا عبده ورسوله محمد صلى الله عليه وسلم - بالهدى ودين الحق يتلوا علينا
آياته ويزكينا ويعلمنا الكتب والحكمة، ويخرجنا من الظلمات الى النور -

یہ رسالہ اپنی زندگی کے چھ مہینے پورے کرنے کے بعد آج ایک دوسرے مرحلے میں قدم رکھ رہا ہے
جو پہلے مرحلے سے زیادہ کھٹن اور دشواری کھٹن اور دشوار صرف اسی معنی میں نہیں کہ اس کے پیش نظر آج
سے زیادہ مشکل کام ہے۔ بلکہ اس معنی میں بھی کہ جن باتوں میں وہ منتقل ہو رہا ہے وہ پہلے کام کرنے والے باتوں
سے زیادہ کمزور ہیں۔ اب تک اس رسالہ کی تحریر و ترتیب ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں تھی جس نے برسوں سے اپنی
زندگی کو قرآن اور صرف قرآن کی خدمت کیلئے وقف کر رکھا ہے، جس کے لئے قرآن کے ذکر اور قرآن کی
تعلیم و تبلیغ کے سوا دنیا کی کسی چیز میں دلچسپی نہیں ہے، جس نے قرآن کے کام کو اٹھ بھٹا اور بھونکا بنا لیا ہے اور
قرآن کی طرف دعوت دینے میں جس کا انہماک اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ دنیا کے ہر انہماک کو اس پر رشک آتا ہے
ایسے شخص کے لیے سب سے بڑی قوت اس کا خلوص، اس کی تن دہی اور اس کا ایشا ہے جو ہر مشکل سے مشکل امر
میں کامیابی کے لئے ضامن ہوتا ہے۔ مگر اب یہ کام اس شخص کے سپرد کیا جا رہا ہے۔ جو انخسار کے طور پر نہیں
اعتراف حقیقت کے طور پر اپنی کمزوری اپنی بیچارگی، اپنی بے مائیگی کو تسلیم کرتا ہے۔ اور ہر شخص سے زیادہ خود اپنے عجز
اور ناندگی سے واقف ہے۔

ایک طرف یہ ضعف و ناتوانی ہے۔ دوسری طرف پیش نظر کا تم ہے کہ اسلام کو اس اہلی روشنی میں پیش کیا جائے جس میں قرآن حکیم نے اس کو پیش کیا ہے۔ اور قرآن حکیم کی تعلیمات اور اس کے حقائق و معارف کو اس طریق سے بیان کیا جائے جس طریقہ سے سلف صلح نے ان کو بیان کیا ہے کہ یہ کام بہت آسان ہے۔ صرف دو جملوں میں اس کا حاصل ادا کر دیا جاسکتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ مشکوٰۃ نبوت سے بعد ہم صحیح کی کمی، سلامت قلب و سد اد کے فقدان، یونانی فلسفہ، عجیبی مشرکائی، مغربی شکایت، اور سب سے بڑھ کر خود پرستی، عقلیت کے گھمنڈ اور ہوائے نفس کے اتباع نے ہمارے اور معارف قرآنی کے درمیان ایسے پردے ڈال دیے ہیں کہ جو قرآن آسان کیا گیا تھا وہ اب سب سے زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ جو نہ صرف روشن بلکہ روشن گز، نہ صرف نور بلکہ غیر تھا وہ اب خود اپنی اصلی شکل میں نظر نہیں آتا کجا کہ ہم کو سید المرستہ دکھائے، جو آنکھوں کو دیکھنے کا نول کو سننے، دلوں کو سمجھنے کی دعوت دینے آیا تھا وہ اب خود نہ دکھائی دیتا ہے، نہ کانوں میں اترتا ہے، اور نہ دلوں تک پہنچتا ہے۔ قریب قریب ایک ہزار برس سے اس سراج غیر اس نور حسین، اس شمع ہدایت پر اسرائیلیات، یونانیات، عجبیات، اور فریجیات کے تو بر تو پردے ڈالے جا رہے ہیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے الفاظ میں چاہے تحریف نہ ہوگی ہو، مگر معانی کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں، حقائق چھپ گئے ہیں، تعلیمات مستور ہو گئی ہیں، اور ان فوائد کا حصول کم اور کم تر ہوتا چلا جا رہا ہے جن کے لئے یہ کتاب نازل کی گئی تھی فلسفیوں کے نظریات، منطقوں کے اصول، طبیبوں کے قواعد، فلکیوں کی تشریحات، مورخوں کے بیانات، مختصہ خوانوں کے قصے، غرض ہر وہ چیز جس کو قرآن اس کی تعلیم اور اس کی ہدایت سے دور کا واسطہ بھی نہیں، قرآن کی تفسیر و تاویل میں دخل پا گئی ہے۔ اور اس کے برعکس رسول اللہ کی سنت اور اصحاب و اہل بیتؑ کے احوال و آثار اور مشکوٰۃ نبوت سے قریب ترین کتاب کرنے والوں کے بیانات کو جن پر ہم قرآن مختصر ہے اس سے خارج یا قریب قریب بے تعلق کر دیا گیا ہے۔

ان حالات میں قرآن مجید کو اس کی اصلی صورت میں پیش کرنا اس کے حقائق و معارف کو اس

سیدھے اور صاف طریقے سے سمجھنا اور سمجھانا جس سے قرآن اول کے سچے مسلمان سمجھتے اور سمجھاتے تھے، ایک بڑا مشکل کام ہے۔ اور اس مشکل کام کے لئے اس روح علم، سلامت قلب، اور طہارت نفس و روح کی ضرورت ہے۔ جس کی قلت میں اپنے اندر محسوس کرتا ہوں، قرآن مجید ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لئے سب سے پہلی ضرورت پاکیزگی کی ہے کہ قرآن ہدی للمتقین ہے جس طرح قرآن کے اوراق کو چھونے کے لئے جسم کی پاکیزگی ضروری ہے اسی طرح اس کے معانی، اس کے معارف، اس کی روح تک رسائی حاصل کرنے کے لئے نفس و روح کی پاکیزگی بھی لازم ہے جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے۔ اس کے بغیر انسان بجائے ہدایت پانے کے الٹا گمراہ ہو جاتا ہے۔

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ هَذَا اس قرآن سے بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔ اور بہتوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اور گمراہ جن کو کرتا ہے وہ دراصل فاسق ہوتے ہیں۔ (۳: ۲)

اس کے ساتھ روح علم بھی ضروری ہے جو تشابہات کو بھی محکمات کے درجہ میں کر دیتا ہے۔ اور جس کے بغیر انسان اتنا کج نظروں میں سمجھ کر ہو جاتا ہے کہ اس کے لئے محکمات بھی تشابہات ہو جاتی ہیں۔

مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ قرآن میں سے بعض آیتیں صاف دیکھتی ہیں اور وہی اصل مُتَشَابِهَاتٌ۔ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَهُوَ کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن پر ایمان لے آئے اس میں جو کچھ ہے ہمارے رب کی طرف سے ہے اور حق ہے کہ جو عقل رکھتے ہیں نصیحت انہی پر کارگر ہوتی ہے۔

پس سلامتی کی راہ تو حقیقت اس میں تھی کہ جو شخص رسوخ علم اور طہارت قلب کا مالک نہیں ہو۔ وہ ”ترجمان القرآن“ کی تحریر و ترتیب کا کام اپنے ہاتھ میں نہ لیتا مگر کام کی دشواری اور اپنی کمزوری کو جاننے کے باوجود محض خدمت کے جذبہ نے مجھ کو اس دعوت کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا جو مجھے اس کام کی جانب دیکھتی تھی۔ اور اس بھروسہ نے میری ہمت بڑھائی کہ جس خدائے میرے دل میں یہ جذبہ پیدا کیا ہو وہی رسوخ علم، صحت فکر، سلامت قلب، اور طہارت نفس و روح بھی ارزانی فرمائیگا۔

”ترجمان القرآن“ کے مقاصد میں سے ایک اہم اور ضروری مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو قرآن کے سمجھنے میں مدد دی جائے اس مقصد کے ذیل میں یہ بھی آجاتا ہے کہ ان شکوک و شبہات کو حل کیا جائے جو قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اس کے لئے ”ترجمان القرآن“ میں ایک مستقل باب چھپا جس میں شخص کو اپنی مشکلات اور اپنے شبہات پیش کر نیکاح ہوگا۔ اور حتیٰ امکان ان کو حل کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ حتیٰ الامکان میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا فاضل ہو۔ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ ہر مسئلہ کو حل اور ہر شبہ کو رفع کر دینے پر قادر ہے۔ ایک شخص زیادہ زیادہ ہی کر سکتا ہے کہ اپنے علم و فہم کے مطابق لوگوں کے شبہات کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ باقی رہا ان شبہات کو بالفعل دور کر دینا اور ہر شخص کو کلیتہً مطمئن کر دینا تو یہ کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں اس کا مدعی بھی نہیں ہوں کہ مجھے سے غلطی نہیں ہو سکتی ممکن ہے کہ کسی نے سمجھنے اور بیان کرنے میں خود میں غلطی پر ہوں ایسے مواقع پر میں امید کرتا ہوں کہ میری کسی غلطی کو قصد و اختیار پر محمول نہ کیا جائیگا۔ بلکہ ناواقفیت اور قلت فہم کا نتیجہ سمجھا جائیگا۔ اور اہل علم حضرات میری اصلاح کی کوشش فرمائیں گے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی شخص مجھے غلطی پر اصرار کرنے والا نہیں ہوگا۔

ایک بات مجھے ترجمان القرآن کے ناظرین سے بھی عرض کرنی ہے۔ اس رسالہ کے اجرا کا مقصد جالب نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے رسائل نہایت محدود طبقوں میں مقبول ہوتے ہیں۔ اس لئے جو شخص ایسا کوئی رسالہ نکالتا ہے وہ پہلے ہی سمجھ لیتا ہے کہ مالی منفعت کا حصول تو درکنار نقصان سے بچنا بھی مشکل ہے۔ لیکن یہ رسالہ جس دعوت کو پیش کر رہا ہے اس کی کامیابی اس پر منحصر ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کا پیغام پہنچے، اور زیادہ سے زیادہ آدمی اس کی تعلیم سے مستفید ہوں۔ لہذا اس رسالہ کے ہر ناظر کو عمومی منتفاری ہی نہ ہونا چاہئے، بلکہ مبلغ اور داعی بھی ہونا چاہئے اور اپنے اپنے حلقہ میں اس کی اشاعت کی کوشش کرنی چاہئے۔ میرا کام رسالہ کو مفید اور منفید تر بنانا ہے۔ اور ناظرین کا کام اس کے حلقہ اشاعت کو وسیع اور وسیع تر کرنا۔